101130 ـ خاوند اور بیوی کے مابین محبت و مودت

سوال

اس سلسلہ میں کیا حکم ہے کہ میں جب بیماری ہوں تو کچھ آرام کر لوں، مثال کے طور پر درد شقیقہ یا دوسری عصبی مشکلات و سکتات کے وقت، جیسا کہ ڈاکٹر کہتا ہے مجھے آرام کی ضرورت ہے، لیکن میرا خاوند اسے تسلیم نہیں کرتا کہ مجھے آرام نہیں کرنے دیتا، (ہمارے بچے بھی ہیں) حتی کہ میرا خاوند یہ تسلیم ہی نہیں کرتا کہ مجھے کوئی بیماری اور صحت کی پریشانی لاحق ہو سکتی ہے کیونکہ میں جوان ہوں اور وہ اس پر مطمئن ہے کہ میرا ان مشکلات میں پڑنا محال ہے برائے مہربانی مجھے بتایا جائے کہ میں کیا کروں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

شریعت مطہرہ میں نکاح کے عظیم مقاصد میں سب سے بڑا اور عظیم مقصد خاوند اور بیوی کے مابین محبت و مودت پیدا کرنا ہے، اسی اساس و بنیاد پر ازدواجی زندگی کی ابتدا ہونی چاہیے اور ساری زندگی یہی محبت و مودت پائی جائے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اس کی نشانیوں میں یہ بھی شامل ہے کہ اس اللہ نے تمہارے لیے تمہارے نفسوں میں سے ہی تمہاری بیویاں پیدا فرمائیں تا کہ تم اس کی طرف سکون و آرام پاؤ، اور اس نے تمہارے مابین محبت و مودت بنائی الروم (21).

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" المودة: یہ محبت کا نام ہے، اور " الرحمة " یہ نرمی و رحمدلی کو کہا جاتا ہے، کیونکہ آدمی عورت کو اپنے پاس یا تو اس سے محبت کی بنا پر رکھتا ہے، یا پھر اس سے نرمی و رحمدلی کے لیے کہ اس سے اس کی اولاد ہو گی ".

ہماری عزیز بہن ہم آپ کو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ آپ سے محبت و مودت کہیں غائب نہ ہو جائے، جس کا اللہ سبحانہ و تعالی نے خاوند اور بیوی کے مابین پایا جانا مندرجہ بالا آیت میں بیان کیا ہے.

آپ ذرا امہات المومنین اور صحابہ کرام کی بیویوں کے حالات کے بارہ میں غور و فکر کریں خاص کر خدیجہ رضی

اللہ تعالی عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بسر کیا ہوا دور یاد کریں، اور اپنے خاندان اور گھرانے کو سعادت مند اور خوش رکھنے کی کوشش کریں ان شاء اللہ آپ اس کا اثر ضرور پائیں گی.

دلوں کو موہ لینے کا سب سے بڑا سبب ہشاش بشاش چہرہ اور نرم و اچھی بات ہے، جیسا کہ بعض صالحین سے مروی ہے کہ:

" نیکي تو بڑی ہی آسان ہے؛ ہشاش بشاش چہرہ اور نرم و اچھا قول "

لہذا آپ کے لیے اپنے خاوند کے ساتھ یہی نیکی کافی ہے تا کہ وہ آپ کا قیدی بن جائے، اور آپ اس کے دل کو حاصل کر سکیں، اور اپنے لیے اس کے دل میں محبت و مودت پیدا کر سکیں.

بلکہ اس سب کچھ سے قبل اور اس سے بڑھ کر تو ہمارے پروردگار جل جلالہ کا فرمان ہے:

اور نیکی و برائی برائی نہیں ہو سکتی، آپ برائی کو بھلائی سے دور کریں، تو وہ جس کے اور آپ کے درمیان عداوت و دشمنی ہے وہ آپ کا دلی دوست بن جائیگا

اور یہ چیز تو انہیں ہی نصیب ہوتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں، اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی اور نہیں پا سکتا فصلت (34 - 35).

شیخ سعدی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

" یعنی اللہ سبحانہ و تعالی کی رضا و خوشنودی کے لیے نیکی اور بھلائی کے کام اور اللہ کی اطاعت کرنا اور اللہ کی معصیت و نافرمانی اور گناہ کرنا جس سے اللہ ناراض ہوتا برابر نہیں ہو سکتا.

اور نہ ہی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوك کرنا اور مخلوق کے ساتھ برا سلوك کرنا برابر ہو سکتا ہے، نہ تو ذاتی طور پر اور نہ ہی صفاتی طور پر اور نہ ہی اس کے بدلے میں:

فرمان باری تعالی ہے:

احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ کچھ نہیں.

پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے خاص احسان کا حکم دیا ہے جس کے لیے بہت بڑا موقع ہے وہ یہ کہ جس نے آپ کے ساتھ برا سلوك کیا اس کے ساتھ آپ احسان و اچھائی کریں.

فرمان باری تعالی ہے:

آپ برائی کو اچھائی کے ساتھ دور کریں .

یعنی جب مخلوق میں سے کوئی آپ کے ساتھ برا سلوک کرے خاص کر جس کا آپ پر بہت بڑا حق ہو مثلا عزیز و اقارب اور رشتہ دار اور دوست و احباب وغیرہ کوئی غلط بات کہے یا برا فعل کرے تو آپ اس کے مقابلہ میں اس کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کریں.

اگر وہ آپ سے قطع تعلقی کرتا ہے تو آپ اس سے صلہ رحمی کا سلوک کریں، اور اگر آپ پر ظلم و ستم کرتا ہے تو آپ اس کو معاف کر دیں، اور اگر وہ آپ کی موجودگی یا غیر حاضری میں آپ کے خلاف بات کرتا ہے تو آپ اس کا مقابلہ مت کریں بلکہ اسے معاف کر دیں، اور اس سے نرم بات چیت کا مظاہر کریں.

اور اگر وہ آپ سے بائیکاٹ کرتا ہے اور آپ سے بات چیت بند کر دیتا ہے تو آپ اس سے اچھی کلام کریں، اور اس کے لیے سلامتی و سلام پیش کرے، اس لیے اگر آپ برے سلوک کا مقابلہ اچھائی اور بھلائی کے ساتھ کریں گے تو عظیم الشان فائدہ حاصل ہوگا.

تو وہی جس کے اور آپ کے مابین عداوت و دشمنی ہے وہ آپ کا دلی دوست بن جائیگا.

یعنی گویا کہ وہ آپ کا قریبی اور شفقت کرنے والا ہے.

" و ما یلقاھا " یعنی اس خصلت حمیدہ کا مالك وہی ہو سکتا ہے، اور اس کی توفیق اسے ہی حاصل ہوگی جنہیں درج ذیل خصلت حاصل ہو گی.

" الا الذین صبروا "

جنہوں نے بری چیز کے مقابلہ میں صبر و تحمل سے کام لیا اور اپنے آپ کو اللہ سبحانہ و تعالی کی اطاعت فرمانبرداری اور محبوب اشیاء پر مجبور کیا، کیونکہ نفوس تو پیدائشی طور پر برے سلوک کا مقابلہ برے سلوک کے ساتھ کرنے پر تیار ہیں اور معاف نہیں کرتے، تو پھر احسان کیسے ؟

اس لیے جب کوئی شخص صبر و تحمل سے کام لے اور اپنے پروردگار کے حکم کے سامنے سرخم تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کرے، اور عظیم اجروثواب کو پہچان لے، اور یہ ومعلوم کر لیتا ہے کہ برا سلوک کرنے والے کا مقابلہ برے سلوک کے ساتھ کرنے میں کوئی فائدہ نہیں، اور اسے یہ معلوم ہو جائے کہ عدوات و دشمنی تو شدت و سختی میں اضافہ کا باعث بنتی ہے، اور برا سلوک کرنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے اس کی قدر کی قدرو منزلت میں کوئی کمی نہیں ہوگی، بلکہ جو شخص اللہ کے لیے تواضع و عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کی عزت میں اور اضافہ کرتا ہے، تو وہ شخص احسان اور اچھا سلوک کرنے میں لذت محسوس کرتا ہے.

" و ما يلقاها الا ذو حظ عظيم "

اور یہ چیز تو بڑے نصیبے والے کو ہی حاصل ہوتی ہے.

کیونکہ یہ خصلت تو خاص شخص کو ہی حاصل ہوتی ہے، جس سے بندہ دنیا و آخرت میں رفعت و بلندی حاصل کرتا ہے، اور یہی مکارم اخلاق کی خصلت میں شامل ہوتا ہے " انتہی

دیکھیں: تفسیر السعدی (549 - 550).

جب یہ سب کچھ مخلوق کے متعلق ہے، تو پھر آپ کے خاوند کے ساتھ کیسا سلوک کرنے کا حکم ہوگا، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ:

" اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی (غیر اللہ) کو سجدہ کرے تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے ان کے لیے ان عورتوں پر حق رکھے ہیں "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2140) مندرجہ بالا الفاظ ابو داود کے ہیں، سنن ترمذی حدیث نمبر (1192) علامہ البانی رحمہ اللہ نے السلسلة الاحاديث الصحيحة حدیث نمبر (1203) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

ہماری عزیز بہن: ہم آپ سے اس لیے مخاطب تھے کہ آپ نے ہی سوال کیا تھا، ہمارا خیال ہے کہ آپ کا ہماری بات سننا زیادہ قریب تھا، اور آپ ہماری نصیحت کو جلد قبول کرینگی چاہیے اس کے لیے آپ کو بھاری قیمت ادا کرتے ہوئے اپنے کچھ حقوق سے دستبردار بھی ہونا پڑے، اور آپ اپنے اوپر کیے گئے ظلم کو معاف کر دیں تو کوئی حرج نہیں.

کون بے وقوف ہے جو یہ گمان کرتا ہو کہ اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو جانا اور معاف کر دینا عیب و نقصان کہلاتا ہے، بلکہ یہ تو کمال اخلاق کہلاتا ہے.

امام مسلم رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی، اور معافی و درگزر سے تو اللہ سبحانہ و تعالی بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے، اور اللہ کے لیے تواضع و انکساری اختیار کرنے والے کو اللہ تعالی اور بلند فرماتا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2588).

رہی آپ کے خاوند کے ساتھ بات کرنا، یا اسے ڈانٹنا اور سزا دینا تو یہ ایك ناصح و شفقت کرنے والے کی بات ہوگی اور اسے ان کی طرف سے عتاب ہوگا جو اس سے محبت کرنے والے ہیں، اور اس کے لیے برے انجام اور بری راتوں سے ڈرنے والے ہیں کہ کہیں اس کا انجام برا نہ ہو، اور وہ اسے ابلیس اور اس کے لاؤ لشکر کی اطاعت کرنے اور بات ماننے سے اجتناب کرنے اور ان سے بچ کر رہنے کی تلیق کریں گے، کہ کہیں شیطان کی بات مان کر اللہ جل جلالہ کی نافرمانی کر کے اللہ کے غضب کا شکار نہ ہو جائے.

آپ کا خاوند کا ابلیس لعین کی اطاعت کرتے ہوئے بات کو کچھ اس طرح ماننا ہے کہ:

صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" یقینا ابلیس اپنا تخت پانی پر لگا کر اپنا لاؤ لشکر بھیجتا ہے، اور ابلیس کے ہاں سب سے قریب قدر و منزلت والا وہ شیطان ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ پھیلانے والا ہو، ان میں سے ایك شیطان آ کر ابلیس سے کہتا ہے میں نے ایسے ایسے کیا، ابلیس اسے کہتا ہے تم نے کچھ بھی نہیں کیا.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایك دوسرا شیطان آ کر کہتا ہے: میں نے اسے اس وقت تك نہیں چھوڑا جب تك اس کے اور اس کی بیوی کے مابین علیحدگی نہیں کرادی.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تو ابلیس اسے اپنے قریب کرتا اور کہتا ہے: ہاں تم ہو!! اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ اسے اپنے ساتھ لگاتا ہے !! "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2813).

رہا مسئلہ کہ آپ نے خاوند نے اپنے پروردگار کا غضب اور ناراضگی مول لی ہے اور وہ اللہ سبحانہ و تعالی کی نافرمانی و معصیت کا مرتکب ہوا ہے، لہذا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ضرور سنے:

" تم عورتوں کے بارہ میں اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو اور ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ ك امان کے ساتھ حاصل کیا ہے، اور تم نے ان کی شرمگاہیں اللہ کے کلمہ کے ساتھ حلال کی ہیں... "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1218).

اللہ کے بندے کیا اللہ کی امان اس طرح ہوتی ہے؟!!

الله كے بندے كيا الله كے كلمہ كے ساتھ ايسے كرو گے؟!!

كيا نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى وصيت كے ساتھ يہ سلوك كر رہے ہو؟

حالانكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے تو آپ كو يہ فرمايا ہے:

" عورتوں كے ساتھ اچھا سلوك كرو "

صحيح بخارى حديث نمبر (3331) صحيح مسلم حديث نمبر (1468).

اور ايك حديث ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" تم ميں سب سے بہتر اور اچھا وہ ہے جو اپنے اہل و عيال كے ليے اچھا ہے، اور ميں اپنے اہل و عيال كے ليے تم ميں سے سب سے بہتر ہوں "

سنن ترمذى حديث نمبر (3895) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (1977) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح ترمذى ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

كيا نيكى و حسن سلوك اور حسن معاشرت ايسے ہى ہوتى ہے جيسے آپ كر رہے ہيں.

حالانكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان تو يہ ہے:

اور ان عورتوں كے ساتھ حسن معاشرت اختيار كرو النساء (19).

كيا بيوى بچوں كى ديكھ بھال اور ذمہ دارى اس طرح ادا ہوتى ہے جس طرح آپ كر رہے ہيں؟

حالانكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان تو يہ ہے:

" تم ميں سے ہر ايك شخص ذمہ دار اور نگران و حاكم ہے اور وہ اپنى رعايا كے بارہ جوابدہ ہے، حكمران اپنى رعايا كا ذمہ دار ہے، اور اس سے اس كے متعلق باز پرس كى جائيگى، اور آدمى اپنے اہل و عيال كا ذمہ دار ہے اس سے ان كے متعلق باز پرس كى جائيگى، اور عورت اپنے خاوند كے گھر كى ذمہ دار ہے اس سے اس كے بارہ ميں باز پرس كى جائيگى، اور خادم اپنے مالك كے مال كا ذمہ دار ہے اس سے اس كى ذمہ دارى كے بارہ ميں جواب دينا ہوگا"

راوى بيان كرتے ہيں كہ ميرا خيال ہے كہ آپ نے فرمايا كہ: آدمى اپنے باپ كے مال كا ذمہ دار ہے اور اس سے اس كى ذمہ دارى كے بارہ ميں سوال كيا جائيگا، تم ميں سے ہر ايك ذمہ دار ہے اور اس سے اس كى ذمہ دارى كے بارہ

میں سوال کیا جائیگا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (893) صحیح مسلم حدیث نمبر (1829).

کیا آپ نے جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالی کے بارہ میں نہیں سنا کہ وہ عبید اللہ بن زیاد جو کہ ایک ظالم گورنر تھا کے پاس گئے اور اسے کہنے لگے:

" میرے بیٹے میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے:

" سب سے شریر اور برے راعی اور ذمہ دار وہ ہیں جو ظلم و ستم کرنے والے ہیں؛ اس لیے میری نصیحت ہے کہ تم ان میں سے مت بنو!! "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1830).

اللہ کے بندے کیا آپ نے اس سے قبل کبھی سنا ہے کہ بیماری کے لیے کوئی عمر کی قید ہے، یا پھر سردرد کے لیے کسی جگہ یا وقت کی شرط پائی جاتی ہے؟!!

ہم نے تو اس سے عجیب و غریب کوئی اور بات نہیں سنی!!

یا پھر آپ کو دلیل کی ضرورت ہے ؟ تو پھر اللہ کے بندے ذرا غور سے سنیں:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع سے واپس آئے تو مجھے سردرد ہو رہی تھی اور میں کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: بلکہ عائشہ ہائے میرا سر "

اسے ابن ماجہ نے حدیث نمبر (1465) میں روایت کیا اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے مشکاۃ المصابیح کی تخریج حدیث نمبر (5970) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

مسلمان بھائی آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہوئے اور وفات پائی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی عمر اٹھارہ برس تھی جس کا معنی یہ ہوا کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو یہ سردرد اٹھارہ برس کی عمر سے قبل ہوئی تھی یعنی چھوٹی عمر میں ہی تھیں.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سردرد کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ ان کی تکلیف کو کم کرنے کے لیے اسے اپنے سر کی درد قرار دیا جو کہ ایک وجدانی کیفیت کی حیثیت رکھتی ہے.

اور جب ام المومنين عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے دریافت کیا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر مي کیا کرتے تھے ؟

تو انہوں نے جواب دیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ کام کاج میں شريك ہوا کرتے تھے - یعنی ان کی خدمت کیا کرتے تھے - اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے چلے جاتے "

اسے امام بخاری نے صحیح بخاری حدیث نمبر (676) میں روایت کیا ہے.

اگر آپ دلیل چاہتے ہیں تو یہ اس کی دلیل ہے، لیکن ہمارے خیال میں آپ کو دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ عمل اسی صورت میں کریں گے جب اس بیماری کی آپ کے پاس کوئی دلیل ہو، راستہ تو آپ کے سامنے ہے، لیکن آپ اس راستے پر چل نہیں رہے!!

اللہ کے بندے آپ کے ساتھ بات طویل و لمبی اور پچیدہ ہے بات سے بات نکل رہی ہے، اور جسے قلیل اور تھوڑی بات فائدہ نہ دے اسے زیادہ بات کبھی فائدہ نہیں دیتی!!

اس لیے اللہ کے بندے آپ اس سے بچیں کہ اللہ آپ کو آزمائش میں ڈالے، اور آپ اس کمزور اور ضعیف عورت کے متحاج ہوں کہ وہ آپ کو سنبھالے، اور آپ کی دیکھ بھال کرے تو کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ وہ بھی اس وقت آپ کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کرے جس طرح اس کے ساتھ آپ کر رہے ہیں؟!!

یا آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ وہ آپ سے زیادہ کریم بنتے ہوئے آپ کی تصدیق کرے، حالانکہ آپ اسے جھوٹا کہہ رہے ہیں، اور وہ آپ کی دیکھ بھال کرے حالانکہ آپ اسے ضائع کر رہے ہیں اور اس کی تکلیف کا احساس نہیں کر رہے، اور وہ آپ کے ساتھ نرمی و شفقت کا برتاؤ کرے، حالانکہ آپ اس پر تنگی کر رہے ہیں، وہ آپ سے بردباری کا معاملہ کرے حالانکہ تم اس سے جہالت و بے وقوفی کا معاملہ کر رہے ہو؟!!

اللہ کی قسم ان میں سے زیادہ میٹھا کڑوا ہے!!

اس لیے اللہ کے بندے آپ اپنے لیے احسان و بھلائی کی راہ اختیار کریں، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ کچھ نہیں الرحمن (60).

جو کوئی بھی خیر و بھلائی کریگا اسے اس کا بدلہ ضرور ملےگا، اللہ اور لوگوں میں عرف رائیگاں نہیں ہے.

واللہ اعلم .